پنڈت من پھول: انجمن پنجاب اور وسط ایشیا کی تاریخی مہم کا ایک ممتاز کردار

ڈاکٹر تبسم کاشمیری

Pundit Manphool the famous figure of the Anjumen e Punjab ,Lahore was considered one of the best administrative officer in the second half of the nineteenth century's Punjab. In the formation of the Anjumen and during its operations he always did his best. He had specialized in politics, trade and political turmoil of Central Asia . Because of his specialization in this field ,Manphool along with Azad and Munshi Faiz Bukhsh was selected for an information adventure to Central Asia in 1865. In this paper we will discuss this secret mission ,Manphool's report on central asian's affairs. Here we are also producing highly rare and valuable material on his life

بیسویں صدی کے نصف آخر کے پنجاب میں ہم کچھ ایسی شخصیات کے اذکار پڑھتے ہیں کہ جنہوں نے اس دور کی انتظامی، سماجی، تہذیبی اور تعلیمی زندگی میں گراں قدر خدمات انجام دی تھیں۔ ان تمام نامور شخصیات کا کسی نہ کسی شکل میں ''انجمن پنجاب'' سے بھی گہرا تعلق تھا۔ دراصل انیسویں صدی کے نصف آخر میں پنجاب کی تمام تر علمی، تعلیمی اور تہذیبی سرگرمیوں کا محور انجمن پنجاب ہی تھی۔ ڈاکٹر لائٹنر کی صدارت میں انجمن پنجاب نے لاہور کے علمی ماحول میں ایک بھرپور فضا قائم کر دی تھی جس کے باعث نئے علوم وفنون اور سائنسی روشنی کے بارے میں معلومات انجمن کے ہفتہ وار اور خصوصی اجلاس میں مہیا کی جاتی تھیں اور یوں انجمن تیزی کے ساتھ ایک منارۂ نور کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

انیسویں صدی کے نصف آخر میں جو شخصیات لاہور کے علمی افق پر نمودار ہوئیں ان میں ڈاکٹر عبدالرحیم خان، برکت علی خان، محمد حسین آزاد، مولوی کریم الدین، کرنل ہالرائیڈ، جج محمد لطیف، منشی محمد عظیم، پیارے لال آشوب، منشی ہرسکھ رائے، محمد حیات خان، لیفٹیننٹ

گورنر ڈونلڈ میکلوڈ، نواب غلام حبیب سبحانی، بابو نوبین چندر رائے، منشی محمد لطیف اور نواب عبدالمجید سدوزئی قابل ذکر ہیں۔ ان شخصیات میں ایک اور اہم نام پنڈت من پھول کا بھی ہے۔

اردو ادب کی دنیا میں پنڈت من پھول کا نام اس لیے محفوظ رہ گیا ہے کہ انہوں نے انجمن پنجاب کی تاسیس میں لائٹنر اور حکومت پنجاب کی خصوصی طور پر مدد کی تھی اور وہ انجمن کی علمی سرگرمیوں میں تادم آخر مصروف رہے تھے۔ ۱۸۶۵ء میں جب پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر ڈونلڈ میکلوڈ کی ہدایت پر ڈاکٹر لائٹنر نے انجمن پنجاب کا کام شروع کیا تو اس وقت انجمن کے پاس دفتر کے لیے کوئی عمارت موجود نہ تھی۔ چنانچہ انجمن کا پہلا جلسہ سکھشا سبھا لاہور کے دفتر میں ہوا اور مستقبل کے لیے سکھشا سبھا کی عمارت ہی انجمن کا دفتر قرار پائی اور یہ سارا اہتمام پنڈت من پھول کی سعی سے ممکن ہوسکا تھا۔ موصوف کو سکھشا سبھا کے بانیوں میں سمجھا جاتا تھا۔ انجمن کا پہلا جلسہ ۲۱ر جنوری ۱۸۶۵ء کو منعقد ہوا تھا اور اس جلسہ کی صدارت کے فرائض پنڈت من پھول نے انجام دیے تھے اور انجمن کے صدر ڈاکٹر لائٹنر منتخب ہوئے تھے۔

پنڈت من پھول کون تھے؟ کیا تھے؟ لاہور سے ان کا کیا تعلق تھا؟ اس قسم کی باتوں کے بارے میں ہماری معلومات اب تک نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ انیسویں صدی کے لاہور میں وہ ایک ممتاز شخصیت تھے۔

یہ ۱۸۴۶ء کا زمانہ تھا جب سکھوں کی شکست کے بعد انگریز پنجاب پر اپنا تسلط قائم کر چکے تھے۔ اس دور میں برطانوی حکمران اس وسیع خطے کے انتظامی معاملات میں مصروف تھے اور انھیں قابل افسروں کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اسی ضرورت کے تحت جان لارنس نے دلی کالج کے معروف پرنسپل ٹیلر سے درخواست کی تھی کہ دلی کالج کے کسی لائق طالب علم کی خدمات پنجاب کے لیے مہیا کی جائیں۔ پرنسپل ٹیلر کی نظر انتخاب من پھول پر پڑی۔ من پھول عربی، فارسی، شاستری اور انگریزی زبان میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے اور برطانوی سرکار کی انتظامی خدمات کے لیے بہت موزوں انسان تھے۔ اس لیے وہ پنجاب حکومت کی انتظامیہ کے افسر مقرر کر دیے گئے اور رفتہ رفتہ اس میدان میں ان کو کامیابی حاصل ہوئی۔ ۱۸۴۹ء میں الحاق پنجاب کے بعد انتظامی بورڈ میں وہ مترجم مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء کے بعد فارسی اور انگلش زبان پر عبور رکھنے کے سبب ان کو میر منشی بنا دیا گیا۔ پنجاب کے مختلف علاقوں میں کام کرتے ہوئے انھوں نے انتظامی معاملات میں وسیع تجربہ حاصل کیا تھا اور ان کے تجربے سے پنجاب سرکار اکثر فائدہ اٹھاتی رہتی تھی اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس معاملہ میں کوئی دوسرا دیسی افسران کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

پنڈت من پھول کو نہ صرف پنجاب کے انتظامی معاملات بلکہ اس دور کے خارجہ معاملات پر بھی قدرت حاصل تھی۔ وہ وسط ایشیا اور چینی ترکستان کے بارے میں وسیع معلومات اور تجربہ رکھتے تھے۔ ان خطوں کی سیاست، روسی اثرات کے غلبہ اور ان علاقوں کے ساتھ ہندوستان کی تجارت کے متعلق بھی وہ وافر علم رکھتے تھے۔ مسٹر ڈیوس کی پنجاب ایڈمنسٹریشن رپورٹ بابت ۶۳-۱۸۶۲ء میں لکھے گئے وسط ایشیا کے حالات پنڈت من پھول کی محنت کا نتیجہ تھے۔ ۱۸۶۵ء کے آس پاس ہندوستان میں برطانوی سرکار اور خود لندن سرکار وسط ایشیا کے سیاسی حالات سے شدید پریشان ہو رہی تھی اور اس بات کا خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ روسی فوجیں وسط ایشیا کو فتح کرتے ہوئے پنجاب اور سندھ کے میدانوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں اور ان کا مقصد ان

علاقوں کی کپاس کو روس لے کر جاتا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب برطانوی سرکار Russo Phobia کا شکار ہوچکی تھی اور ان معاملات پر مستند معلومات کے حصول کے لیے چند لائق لوگوں پر مشتمل ایک مہم اس علاقے میں بھیج کر اصل حقائق تک پہنچنے کے لیے بے چین ہورہی تھی۔ کلکتہ کی مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت کو حکم دیا تھا کہ اس مقصد کے لیے مہم کا بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر ڈونلڈ میکلوڈ نے چند لوگوں کا انتخاب کیا تھا ان میں پنڈت من پھول سرفہرست تھے۔ ان کے انتخاب کی وجہ چینی ترکستان اور وسط ایشیا کے حالات پر ان کی گہری نظر تھی اور برطانوی سرکاران کی صلاحیتوں کی معترف تھی۔ اس مہم میں ان کو نگران بنایا گیا تھا اور ان کے ساتھ محمد حسین آزاد اور منشی فیض بخش بھی شریک تھے۔ آزاد اور فیض بخش نے وسط ایشیا پر رپورٹیں لکھنی تھیں اس لیے انہوں نے ان علاقوں کا سفر کیا تھا جہاں ان کو از بس خطرناک حالات سے گزرنا پڑا تھا مگر پنڈت من پھول بدخشاں تک محدود رہے تھے۔ امیر بدخشاں نے ان کو حالات اور خطرات کے سبب وسط ایشیا میں جانے سے روک دیا تھا۔ شاید پنڈت من پھول نے اسی میں عافیت سمجھی ہوگی اور یوں بدخشاں ان کے لیے گوشۂ عافیت بن گیا ہوگا۔ بعد ازاں مہم کے خاتمہ پر آزاد اور فیض بخش نے پنڈت من پھول کی معیت میں واپسی کا سفر کیا تھا۔ ہندوستان پہنچنے کے لیے ان کو چترال کے بلند و بالا پہاڑی سلسلوں اور گلیشیر لواری سے گزرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد دیر کی دشوار گزار گھاٹیوں کو طے کر کے وہ سرحد کے شہروں سے گزرتے ہوئے لاہور پہنچے تھے۔ واپسی پر پنڈت من پھول نے اس طویل اور انتہائی تکلیف دہ مہم کی ایک رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کی تھی۔ جس پر ان کو انعام اکرام سے نوازا گیا تھا۔

یہ رپورٹ خفیہ تھی اس لیے مدتوں پنجاب آرکائیوز میں بند رہی تھی، میری فرمائش پر آرکائیوز کے ڈپٹی ڈائریکٹر عباس چغتائی صاحب نے بالآخر اس رپورٹ کو تلاش کیا، اس میں پوری مہم کی دستاویزات جمع ہیں اور اس میں من پھول کی رپورٹ بھی شامل ہے۔ اس تاریخی رپورٹ کا اصل متن ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

Memorandum/ Report of Pandit Manphul,1865-67

Memo

I left Murree in the beginning of August 1865, with instructions to travel up to Badakhsh'an and send my assistants Ghulam Rubani and Bahauddin on to Bukhara and Khujand to collect the information called by H R the Viceroy regarding Russian affairs in Central Asia.

The Secretary had furnished me with recommendatory letters to the Amir Sherdil of Kabul and the Mir of Badakhsh'an, and Parwanah to certain merchants of Peshawar, insisting them to assist me on my journey, at Abbottabad, Col J.R Becker, Commissioner, Peshawar also gave me Parwanahs to four merchants of that city and sent on the first letter to the Amir of Kabul.

Hence forward, I travelled incognito throughout my journey in the guise of a Mahajan (Hindu trader), after having at first starting given out that I was proceeding on sick leave to Kashmir ____a precaution to which under Divine Providence. I attribute much of the freedom from danger of detection. I enjoyed during my travels ____at Peshawar. I applied to only two of the merchants alone alluded to, my Bhai Atma Singh, Who already knew me, and Gul Muhammad Sethi, with whom I had no previous acquaintance; the former gave me orders and recommendatory letters to his .....agent at kabul, …Tashkanghau (Khullam) and Bukhara, the latter offered me no assistance whatever, fearing lest the treasuries might transpire in Turkistan and his agents and dealings suffer thereby.

I arrived at Kabul on the 13th Sept 1865. Here I could make no use of the letter to the Amir he was away at kandhar, his young son Ibrahim Ali with Sardar Muhammad Rafik khan held the viceroyalty of Kabul. Sardar Abdul Rahman khan had returned from Bukhara and was making preparations to march with a force on that place.(the alarm that place has been added in the margin and Kabul has been double stricken instead), with the news of this advance had spread at the capital, so much disspirited and terrified my assistants, Bahauddin in particular ; that they at first made up their minds to

descent me and, "return to the Punjab". And it was only when I was ready to proceed on without them, that they followed to Lashkergah, where we separated on the 12 November 1865, I for Badakhshan and Ghulam Rabbani and Bahauddin for Bukhara, the former in the capacity of a trader having been furnished with merchandize to the value of about 4000 Rs. that I had purchased at Kabul and the latter, in that of a Talibul ilm (student)

I accompanied by Karmchand, the goldsimth, arrived at faizabad,the capital of Badakhshan by the Kunduz and Rustuk route, on the 24'November ./65. Here I first succeded in making friendship and exchanging turbans with the Mir's PrimeMinister (Mukhtar) Muhammed Nabi, who introduced me to his master Mir Jauhar Shah.

The Mir was much pleased to receive the first letter,I delivered to him, accepted the presents I made, during my stay in his country. He decreeted my friend the Mukhtar, to provide for my safety and comfort. In January 1866, I sent Karam Chand to bring news from Ghulam Rabbani and Bahauddin. Not hearing from any of them for a long time, and Badakhshan being distant from the caravan route to Bukhara.I determined to proceed upto Khokand through the latter country. But the Mir paving for my safety would not allow me to deport. I was consequently obliged against my will, though in accordance with the arrangement sanctioned by government to remain in Badakhshan, until the return of my assitants. Bahauddin who... on his own account …..to Chamcant, returned to me in July 1866, and Ghulam Rabbani and karamchand in September. Ghulam Rabbani had gone up so far as Taskhand and Karamchand as far as

Khokand accompained by Bahuauddin and Karamchand.I left Badakhashan in the begning of Oct 1866, After having seen several parts of that country, collected much information regarding Western and Eastern Turkistan, Kunduz, Badakhshan and etc. And made friends of almost all the great men in the state including the submirs____ Sulman Shah and Shahzada Hassan, young brothers of the Mir Muhammad Nabi khan of ......Mirza Jan of Gumbaz, Mir Ali Shah of Shahra-i-Buzurg, Muhammad Rahim Khan of Rajh, Muhammad Khan of Shijhlac and Fateh Mohammad Khan of Rushaa , Hak Nazar of Zebak and Mirza Arbab of Sanjlick are intimate with the Kafristan chiefs, and can arrange fora hindu ...... merchants safe journey through that country.

I returned to Peshawar, on the 1st Nov/66, by the Chitral, the Lowari ,the Swat Valleys ......between Badakhshan and Chitral ,the Lowari between the latter and the Dir and the .....between Swat and Peshawer____Ghulam Rabbani returned by the Hindukush pass and Kabul.

The Mir of Chitral, who is subject to the Mir of Badakhshan supplied me with an escort throughout his territory. He is big desirous of cultivating friendly relations with the British Government.

اس سے پہلے ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ پنڈت من پھول کے بارے میں بہت کم معلومات ملتی ہیں۔ اتفاق سے ہمیں ان کی سوانح کے بارے میں کچھ مفید مواد دستیاب ہوا ہے ان کا انتقال جنوری ۱۸۷۸ء میں بمقام لاہور ہوا تھا۔ انتقال کے فوراً بعد اخبار انجمن پنجاب کے ۱۱ جنوری ۱۸۷۸ء کے شمارے میں ایک تعزیتی نوٹ شائع ہوا تھا اور اس کے بعد ۱۸ جنوری کو

وفات حسرت آیات

کمال اندوہ و حسرت سے یہ خبر وحشت اثر درج
اخبار کی جاتی ہے کہ یوم چہار شنبہ دوم ماہ
حال کو لاہور کے ایک اعلیٰ رکن پنجاب کے ایک
نامور شخص اور ہندوستان کے نام آوروں میں سے
ایک نے جس کی ذات سے ہمارے ملک کو افتخار و
اعزاز تھا وفات پائی۔ ہماری مراد فاضل بے بدل
قابل دیوان پنڈت من پھول صاحب بہادر

سی ایس آئی سے ہے جنہوں نے عارضہ پیچش میں
تاریخ مذکور کو بعد دوپہر رخت رحلت عالم جاودانی کو
باندھا اور داغ رنج مفارقت جاودانی اپنے سارے
عزیزوں اور تمام دوستوں کو دے گئے۔ دیوان
صاحب کی عمر ساٹھ سال سے کچھ ہی کم یا زیادہ
ہوگی اور اگر زمانہ سازگاری کرتا تو مدت تک ہم
ایسے مغتنم روزگار شخص کی زندگی سے اور فائدہ
اوٹھا سکتے تھے۔ اس وقت ہجوم الم و انبوہ غم سے
تاب نہیں کہ اس مرحوم شخص کی وقائع عمری
ہم مفصل درج اخبار کریں لیکن آئندہ اخبار میں
ہم ان سوانح کو ہدیہ ناظرین کرینگے یہ سوانح
نہ صرف ایک فاضل اور لائق شخص کے ہونگے جو بلحاظ
منصب ایک بڑا شخص تھا بلکہ جسکی اصلی بڑائی بلحاظ
اوس دلی بزرگی گورنمنٹ ملک کی وفاداریوں
سے ہے جسکی تمام زندگی محنت کی زندگی ہے۔
محنت بھی وہ محنت کہ اوسکی روشن تفسیر صرف
گنتی کے آدمیوں میں پائی جاتی ہے اور جسکے
بابلند نتائج کو تمام ملک تسلیم کرتا ہے۔ اللہ اللہ
یہ اوس شخص کا فسانہ غم ہے جو قلم ہاتھ اور چشم پرنم
سے لکھ رہے ہیں جسکی قابل قدر خدمات اور لیاقت کا
شہرہ اکناف و اطراف پنجاب بلکہ ہندوستان میں
پھیل گیا تھا اور جو اپنی سلیقہ شعاری متانت
و وقار کے سبب سے انگریزی اور دیسی سوسائٹی
میں قابل اعلیٰ درجہ کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہوا۔ شان ایزدی
ہے کہ آج وہ صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور ہم اوسکا
نوحہ لکھنے بیٹھے ہیں!!!—
دیوان پنڈت سمن اپہول جی کی طبع اور عادات حمیدہ

اور جو عمدہ کمالات تھے جیسے اونکی قابلیت علمی اعلیٰ
درجہ کی تھی ویسی ہی نخبت سازگار تھی اور اونکی
ساعدت کی تھی۔ دنیا میں بانصیب ہوں
تو ہم کہتے ہیں پنڈت سمن اپہول سے ہوں۔ ہر
ایک نیک شخص کو خدا نے دنیاوی حشمت اور اولاد
دونوں سے مالامال کیا تھا وہ تابعداری دنیاوی کے
ساتھ اولاد صالح دی۔ خدا کے فضل سے دیوان
صاحب کے چشم بددور چھ صاحبزادے لائق موجود
ہیں۔ سب سے بڑے پنڈت ہیرا لعل صاحب جو ریاست
جموں و کاشمیر میں عہدہ مستوفی پر ممتاز ہیں۔ دوسرے
پنڈت جندر لعل صاحب جو نہایت قابل شخص ہیں ایم اے
جھنگ کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔ تیسرے پنڈت
سورج لعل صاحب جو ابھی بیرسٹری کا امتحان اور درجہ
فضیلت پاس کرکے ولایت سے تشریف لائے
ہیں۔ تین اور صاحبزادے ابھی چھوٹے ہیں۔
وہ دیوان صاحب مرحوم کی املاک اراضیات وغیرہ کا
انتظام کرتے ہیں۔ ایسی اولاد سعید و صالح سے
دیوان صاحب مرحوم کا نام ہمیشہ کے لئے مثل یادگار
آور زمانہ میں کے قایم رہے گا۔ ""

وفات حسرت آیات

از کمال اندوہ و حسرت سے یہ خبر وحشت اثر درج اخبار کی جاتی ہے کہ یوم چہار شنبہ دوم ماہ حال کو لاہور کے ایک اعلیٰ رکن پنجاب کے ایک نامور شخص اور ہندوستان کے نام آوروں میں سے ایک نے جن کی ذات سے ہمارے ملک کو افتخار و اعزاز تھا، وفات پائی۔ ہماری مراد فاضل اجل قابل دیوان پنڈت من پھول صاحب بہادر

ملک میں کبھی نہ گئے تھے نہ کوئی مناسبت اون کی منصب کے آدمی کو وسط ایشیا و اقوام وسط ایشیا سے تھی۔ لیکن سچ ہے دل شوق اوس جوہر دانی سب کاموں کا رہنموں ہے۔ دانا اون سے کہا ہے

عشق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست +

پنڈت صاحب وسط ایشیا کے سیاح نہ تھے اور نہ اوس روز کے مطالعہ و محنت سے گھر بیٹھے اونہیں اسقدر واقفیت حالات وسط ایشیا کی ہو گئی تھی کہ گویا تمام راستے اور حالات ملک اون کی آنکھوں میں پھرتے تھے۔ مثلاً [illegible] صاحب نامور سیاح انگریز عصر حاضر ایک سیاح یورپ ہے جو اون ملکوں میں گیا اور اوسکے رفیق محمد امین یارقندی نے پنڈت صاحب کو اس معاملہ میں بہت مدد دی لیکن تمام واقفیت حالات جغرافی متعلقہ وسط ایشیا نتیجہ شائق محنت اور ایک بڑے مذاق طبع سیاحت دوست کا تھا کہ یہ [illegible] ہمارے ملک کے پڑھے ہوئے انگریزی فاضلوں کو اسوقت تک حاصل نہیں اور وہ اس بڑے کام کو جسپر ملک و قوم اور ملک کی ترقی کا ہے فضول محض سمجھتے ہیں۔ غرض پنڈت صاحب نے معلومات حالات وسط ایشیا میں نہایت شائق محنت کی اور مسٹر ڈیوس صاحب بہادر نے ریپورٹ بابت ۱۸۶۲ع میں جو مفصل اور مفید حالات اوس ملک کے لکھے ہیں کل نتیجہ پنڈت صاحب کی محنت کا ہے۔ اوسی وقت کے قریب پنڈت صاحب نے چاہا تھا کہ آقسو کا سفر کریں لیکن سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے جو اوسوقت لفٹننٹ گورنر پنجاب تھے اس سفر کو خطرہ سمجھ کر اونہیں باز رکھا کیونکہ ملک کی حالت اوسوقت ہرگز ایسی نہ تھی کہ اوسمیں جان کا سخت خطرہ نہ ہوتا اور ایک یورپین سیاح کو جو مصیبت وہاں اونہیں دنوں پیش آئی تھی وہ لوگوں کی یادداشت میں تازہ تھی۔

ضرورت نہیں کہ ہم پنڈت صاحب کی اون خدمات پولیٹکل کی تفصیل لکھیں جو نہایت نازک اور عظیم مرتبہ کی اونکے ظہور میں آئی ہیں۔ تاریخ پنجاب جیسی اچھی تاریخ راجگان و رؤسائے پنجاب کی تصنیف میں پنڈت صاحب نے نہایت امداد کی اور وہ امداد ایسی تھی کہ صرف وہی تجربہ کار اور واقفیت آدمی دے سکتا تھا۔ اسکے بعد پنڈت صاحب نے اپنا شائق سفر وسط ایشیا اختیار کیا اور حالات افغانستان و چترال و قوقند روس و [illegible] سمرقند وغیرہ ممالک وسط ایشیا گورنمنٹ کو تحقیق کرکے بتاتے رہے مگر یہ خدمت پولیٹکل ایک ایسا امر ہے جو گورنمنٹ اور اوسکے ایک وفادار ملازم میں محدود تھا اسلئے ہم اوسکی تفصیل سے معذور ہیں لیکن جسقدر ہمکو اس نہایت مختصر کی قدر کی گئی اور اسکا نتیجہ کیا ہوا تو ہم بیان کرتے ہیں کہ پنڈت صاحب کی دانائی پر ۱۸۷۶ع میں ہماری گورنمنٹ نے لحاظ اونکی خدمات وسط ایشیا و دیگر خدمات لائقہ کے اونہیں خطاب سی ایس آئی کا مرحمت فرمایا اور مرتبہ جو ایک ایسی ملازم سرکار کو منصب جلیلہ مرحمت ہوا اوسکی نظیر پنڈت صاحب مرحوم ہوئے۔

وسط ایشیا سے واپس آنے کے بعد دیوان صاحب کی صحت میں بوجہ سالہا سال کی شاق محنتوں کے خلل واقع ہوا اسلئے دیوان صاحب نے [illegible] ماہوار کی پنشن پر اپنے عہدہ سے مستعفی ہوئے۔ سرکار سے مستعفی ہوئے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ دیوان صاحب کو وزارت ریاست کی ملی کہ ریاست بیکانیر مہاراجہ [illegible] کا عہدہ مدار المہامی منظور فرمایا۔ دیوان صاحب نے اس عہدہ کو منظور فرمایا اور ریاست مذکور کا ایسا عمدہ انتظام کیا اور تنازعات باہمی مہاراجان [illegible] کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے رفع کیا کہ حضور جناب سیکریٹری آف سٹیٹ ہند نے اپنی ایک چٹھی میں ان خدمات کا اعتراف کیا اور دیوان صاحب کا شکریہ ادا کیا ہر دو ریاست کے راجہ صاحبان نے بھی دیوان صاحب کی خدمات کا شکریہ ادا کیا گیا۔ افسوس ہے کہ صحت نے وفا نہ کی کہ دیوان صاحب اپنی قابلیت اور محنت سے اس ریاست کو زیادہ تر فائدہ پہنچاتے اسلئے اونہوں نے مہاراجہ کی ملازمت ترک کی مہاراجہ نابالغ ریاست الور کا عہدہ ولایت [illegible] منظور کیا۔

جب حضور شہزادہ پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت انگلینڈ ہندوستان میں تشریف لائے تو حضور ممدوح الیہ نے دیوان صاحب کو اپنا تمغہ یادگار عنایت فرمایا ۱۸۷۷ع میں دیوان صاحب کو علیحدگی ریاست الور کے بعد گورنمنٹ ہند سے نہایت قدردانی سے عہدہ آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور کا عطا فرمایا اور موقع دربار قیصری دہلی پر خطاب دیوانی اور تمغہ قیصر ہند عنایت ہوا۔

علاوہ خدمات لائقہ سرکار کے دیوان صاحب بہادر
مرحوم ایک معقول حصہ اپنے وقت کا امور رفاہ عام
میں صرف فرماتے تھے اور ہمیشہ انکی توجہ ملکی بہبودی
اصلاح کی نسبت مبذول رہتی تھی۔ ۱۸۵۳ع میں
جب لاہور انگریزی [illegible] عجائب گھر لاہور کھولا
گیا تو دیوان صاحب کو جو اسکے اہتمام میں سے
[illegible] زیر [illegible] کیا گیا اونہوں نے اپنا
کام نہایت قابلیت سے ادا کیا اور اپنی [illegible]
[illegible] بہت فائدہ پہنچایا چنانچہ [illegible] اونکی [illegible]
اور جا انتظامیوں کے [illegible] انہیں ایک میڈل اور
ایک آنریری سارٹیفکٹ عنایت ہوا۔
جب سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے تعلیم
نسوان کی طرف توجہ فرمائی تو دیوان صاحب
نے لاہور میں [illegible] قائم کیا اور [illegible]
[illegible] دیوان صاحب مرحوم و مغفور ہی تھے۔ دیوان
صاحب کی روشن ضمیری اور [illegible] کی
ایک بہادر ثبوت یہ ہے کہ اونہوں نے اپنے
[illegible] صاحبزادہ پنڈت سورج بل صاحب کو
انگلینڈ میں حصول علم بیرسٹری کے لیے روانہ کیا
اور [illegible] روپیہ اونکی تعلیم کے لئے آٹھ سات
سال تک خرچ کرتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
[illegible] پنڈت سورج بل صاحب [illegible] درجہ
بیرسٹری حاصل ہوگیا [illegible]
تشریف لائے اور اس ملک میں [illegible] بیرسٹر
ہونیکا فخر [illegible] حاصل ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی
کالج کے دیوان صاحب بہادر [illegible] اور
مددگار تھے اور [illegible] نہایت
قابل قدر خدمات کیں۔ انجمن اشاعت مطالب
مفیدہ پنجاب کی جب بنا اول اول قائم ہوئی تو
اوسمیں دیوان صاحب مرحوم و مغفور نے کمال
درجہ کی سرگرمی ظاہر فرمائی اور اوسکے بہت
سرگرم ممبروں میں ان کا نام ہمیشہ تک
اس ملک میں یادگار رہے گا چنانچہ انجمن نے
جو اظہار تاسف اپنے جلسہ عام میں دیوان
صاحب مرحوم کی وفات پر کیا اوسکا حال ہم
ہفتہ گزشتہ میں درج اخبار کرچکے ہیں۔
اب خیال کرنا چاہیے کہ مرحوم کا [illegible] اپنی
[illegible] میں پنڈت صاحب [illegible] ہیں اور [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب مرحوم نے
اپنی تمام عمر ایسے کاموں میں صرف فرمائی
جنمیں ایک ایک کار نمایاں ایسا ہے کہ شاذ و
نادر بڑے سے بڑے فاضل و لائق شخص کو بھی
نصیب نہیں ہوتا یہ تمام کام
اگر بالتفصیل لکھے جائیں تو ایک بہت بڑی
تاریخی کتاب ہو سکتی ہے۔ دیوان صاحب کی تمام
عمر ایک عرصہ دراز تک [illegible] اونکی [illegible]
اپنے ملک میں اس وقت [illegible] ہیں [illegible]
ہیں اور نہیں بتا سکتے کہ کونسا شخص [illegible]
اوس خلا کو [illegible] پر کرسکتا [illegible]
ہمکو ایک ایسے نادر الوجود اور قیمتی شخص کے
انتقال کا ایسا صدمہ ہے کہ [illegible]
چار [illegible] خیال نہیں بتا سکتا۔ حیف ہے وہ
پنڈت من پھول صاحب بہادر [illegible]
خورشید [illegible] تمام پنجاب کو [illegible] دیا۔ یہ [illegible]
احسان ہے کہ رنگا رنگ کی [illegible]
تھے اور [illegible] انکی رحلت کا صدمہ نہیں ہے
بلکہ پنجاب کے سامنے روشن داغ [illegible]
ہیں اور [illegible] ہیں کہ ایسا [illegible]
حال خیال [illegible] ہوگا [illegible]
[illegible] اپنی بیشمار [illegible]
[illegible] کر دیا کہ ہندوستانی ایسے [illegible]
ہوتے ہیں۔ [illegible]
ہے کہ ان کا [illegible] خیال [illegible]
کے ہاتھ سے اپنے دل ہی [illegible] ہیں [illegible]
افسوس [illegible]
بلکہ ہماری نسلیں [illegible]
[illegible] خیال [illegible] ہمارے قوم کے
ایسے [illegible] ہوتے ہیں (۲)